AL-AẒVĀ الاضواء
ISSN 2415-0444; E- ISSN 1995-7904
Volume 34, Issue, 52, 2019
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan.

نقدرجال میں امام یحیٰ بن معینؒ کا منہج

Methodology of Imam Yahyā Bin Mu'īn regarding Criticism on the Transmitters of Hadīth (Naqd-e-Rijāl)

عبداللہ*

طاہرہ بشارت**

Abstract:
The knowledge of criticism has a great importance in the field of Ulūm al-Hadīth. It shows the validity, reliability and authenticity of the Hadīth. In this knowledge, Transmitters or Narrators of Hadīth are scanned in respect of renowned human qualities and decisions are made about their wisdom, piousness, honesty and retention. In a chain of experts of this field, Imam Yahyā bin Mu'īn al-Baghdādī was a well reputed personality who established his unique approach to criticize the transmitters of Hadīth of the Holy Prophet (Peace Be Upon Him). In this research paper, efforts are made to highlight the distinguish features of Ibn-e-Mu'īn's methodology regarding criticism of Narrators of Hadīth. He used different terms to elaborate the status and level of Narrators. After a critical review of relevant material, it was found that Imam Yahyā bin Mu'īn adopted a moderate approach for character's surgery. He also allocated different meanings to different Terms which were used in different sense by the other experts of Naqd-e-Rijāl. This article illustrates a pen picture of Ibn-e-Mu'īn's contribution towards the knowledge of Naqd-e-Rijāl.

Key Words: Yahyā Bin Mu'īn, Criticism on the Transmitters of Hadīth (Naqd-e-Rijāl), Sciences of Hadīth

دین اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ حدیث ہے۔اس ذخیرہ حدیث کی حفاظت وصیانت کے لیے محدثین نے اسماءالرجال کا فن متعارف کروایا۔اسی عظیم فن کی ایک اہم جہت "نقدرجال" ہے جس کا مقصد احادیث طیبہ کے ضمن میں جملہ رواۃ کی عدالت وضبط کا جامع تنقیدی جائزہ لیناہے۔اس میں ان کے محاسن اخلاق، سیرت وکردار اور معمولات زندگی کے کوائف بھی نقدوجرح کی میزان پر پرکھے جاتے ہیں۔لہذا ذخیرہ حدیث کو جھوٹ، بہتان، ملاوٹ، تحریف، تصحیف، نقص اور زیادتی سے پاک رکھنے کے لیے علم نقدرجال نہایت اہمیت کا حامل ہے۔اس عظیم الشان

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علومِ اسلامیہ ،پنجاب یونیورسٹی،لاہور، پاکستان

** پروفیسر (ر)، ادارہ علومِ اسلامیہ ،پنجاب یونیورسٹی،لاہور، پاکستان

وعالی مرتبت علم کے ذریعے حدیث کی حفاظت کی جاتی ہے۔محدثین نے جرح وتعدیل کے جو وقیع اصول و قواعد مقرر کیے اور صحیح وسقیم روایات کو پہچاننے کا جو عالی معیار قائم کیا وہ ہر زمانے کے اہل علم میں مستند اور مسلّم رہا ہے۔یہ ایک ٹھوس علمی حقیقت ہے کہ روایات کو پرکھنے کا اس سے بہتر معیار دنیا میں موجود نہیں۔

علم نقد رجال مسلمانوں کا طرئہ امتیاز ہے۔نقد رجال ہی وہ علم ہے جس کے ذریعے احادیث کے علل کی معرفت اور صحت و ضعف کا علم ہوتا ہے۔لہذا ہر دور میں اس کی ضرورت واہمیت مسلم رہی ہے۔احادیث رسول ﷺ کی حفاظت کے لیے نقد رجال کے موضوع پر ہر زمانے میں مختلف انواع واقسام کی کتب لکھی گئیں۔بعض علماء نے صرف ثقات راویوں پر کتابیں تالیف کیں اور بعض نے ضعفاء راویوں پر تفصیلی کتب تصنیف کیں جبکہ بعض علماء ایسے بھی تھے جنھوں نے ثقات وضعفاء دونوں قسم کے راویوں کو ملا کر عمومی تصانیف لکھیں۔لہذا اپنی وسعت وبساط کے مطابق علماء نقد رجال نے اس میدان میں عظیم خدمات سر انجام دیں۔

حافظ ابن الصلاح نے اس علم کی اہمیت کے بارے میں لکھا ہے:

"معرفة الثقات والضعفاءمن رواة الحديث: ہذا من اجل نوع وافخمه، فنه المرقاة لى معرفة صحة الحديث وسقمه، ولاہل المعرفة بالحديث فيه تصانيف كثيرة"۔(۱)

"رواۃ حدیث میں سے ثقات اور ضعفاء کی معرفت: یہ علم حدیث کی ایک جلیل القدر اور عالیشان نوع ہے۔یہ صحت حدیث اور اس کے سقم کی معرفت کی ترقی ہے۔محدثین نے اس علم سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں"۔

رواۃِ حدیث پر نقد کی اہمیت:

فن حدیث میں روایت بیان کرنے والے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔اگر راوی عادل وضابط اور ثقہ ہو تو اس کی روایت کو قبول کرلیا جاتا ہے۔لیکن اگر اس میں عدالت وضبط اور ثقاہت کی صفات نہ پائی جائیں یا وہ جھوٹا ہو، اس کا حافظہ کمزور ہو اور اختلاط کا شکار ہو جاتا ہو تو اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جاتا۔نقد حدیث میں روایات اور ان کے تمام طرق واسناد کو جمع کیا جاتا ہے اور پھر ان کی اسناد و متن کی تحقیق کی جاتی ہے تاکہ صحیح روایات کو ضعیف روایات سے الگ کیا جاسکے۔

علوم الحدیث میں علم نقد رجال نہایت جلیل القدر اور دقیق علم ہے۔اس علم پر ہی قبول حدیث اور عدم قبول حدیث کا انحصار ہے اور یہ ردو قبول، قواعد وضوابط کے بغیر ممکن نہیں۔لہذا اس فن کے علماء نے تواریخ رجال

کا تتبع کیا اوران کی اخبار سے متعلق دقیق ترین معلومات حاصل کیں۔ وہ حق کے بیان میں جرات مند اور بے باک تھے۔ انھوں نے اس بارے میں کسی کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔(۲) جس کو انھوں نے اپنے دلائل اوراصول کی بنیاد پر عادل پایا اس کی تعدیل کی اور جس کو انھوں نے مجروح پایا اس پر جرح کی۔ اس بارے میں انھوں نے کسی شخصیت کے شخصی اعتبار کا کوئی لحاظ نہیں کیا کیونکہ ان کا مقصد اللہ کے لیے اخلاص اور حدیث رسول ﷺ کی حفاظت تھا۔ محدثین نقد رجال کے ضمن میں راویوں کی طرف سے وہم، نسیان، خطاء اور جھوٹ وغیرہ ثابت ہونے پر جرح کرتے تھے۔ کسی کے ساتھ ان کے ذاتی تعلقات کی وجہ سے ان کی تعدیل یا جرح نہیں ہوتی تھی بلکہ پوری ایمانداری اور ذمہ داری سے وہ یہ کام سرانجام دیتے۔ اس میں کسی کے لیے کوئی رعایت نہیں برتی جاتی تھی۔

نقد رجال کا مفہوم:

علوم الحدیث میں "نقد" سے مراد صحیح اور ضعیف احادیث کو الگ کرنا، احادیث بیان کرنے والے افراد پر جرح کرنا اوران کی تعدیل بیان کرنا ہے۔

مصطفی اعظمی نے محدثین کے نزدیک " نقد " کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"يمكن تعريفه بانه تمييز الاحاديث الصحيحة من الضعيفة، والحكم على الرواة توثيقا وتجريحا"۔(۳)

"نقد کی تعریف: صحیح اور ضعیف احادیث کو الگ کرنا، احادیث بیان کرنے والے افراد کی توثیق کرنا اوران پر جرح کرنا ہے"۔

علم نقد رجال میں رجال سے مراد رجال حدیث ہیں یعنی رواۃ حدیث۔ لہٰذا نقد رجال سے مراد ہے احادیث بیان کرنے والے افراد پر تنقید کرنا اور ان کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کرنا۔ اس علم کا تعلق حدیث کی سند کے ساتھ ہے۔ اس میں راویوں پر جرح وتعدیل ہوتی ہے اس لیے اسے "علم الجرح والتعدیل" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" میں "علم الجرح والتعدیل" کی تعریف میں لکھا ہے:

"هو علم يبحث فيه عن جرح الرواة وتعديلهم، بالفاظ مخصوصة، وعن مراتب تلك الالفاظ"۔(۴)

"وہ علم ہے جس میں رواۃ پر مخصوص الفاظ میں جرح وتعدیل اوران الفاظ کے مراتب سے متعلق بحث کی جائے"۔

علم الجرح والتعدیل سے مراد وہ علم ہے جس میں روایات کی قبولیت اور رد کی وجہ سے راویوں کے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جن راویوں میں قبولیت کی صفات پائی جاتیں ہیں ان کی روایات قبول کرلی جاتی ہیں اور جن راویوں کی صفات قبولیت کے معیار پر پوری نہیں اترتیں ان کی روایات کو ان اصولوں کے حوالے سے کڑی جانچ پرکھ کے بعد رد کر دیا جاتا ہے۔

محدثین کی جلیل القدر جماعت کے نزدیک نقد سے مراد احادیث کی جانچ پرکھ ہے۔ جس میں احادیث کی اسناد و متون کا گہرا مطالعہ کیا جاتا ہے اور ان میں سے صحیح اور ضعیف روایات کی الگ الگ پہچان کی جاتی ہے تاکہ اسلام میں احادیث کے نام پر کوئی ایسی چیز داخل نہ ہو سکے جو اس میں نہیں۔ نیز رواۃ حدیث پر جرح وتعدیل سے ثقات اور ضعفاء راویوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں نقاد محدثین کے اصول وضوابط اور اقوال کی کی روشنی میں رواۃ حدیث اور ان کی مرویات کی تحقیق کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں معتبر و غیر معتبر احادیث و روایات کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔

امام یحییٰ بن معینؒ اور نقد رجال میں ان کا مقام:

نقد رجال میں امام یحییٰ بن معین البغدادیؒ (المتوفی ۲۳۳ھ) کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ امام الجرح والتعدیل کے لقب سے مشہور ہیں۔ امام علی بن المدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، ابو بکر بن ابی شیبہؒ اور اسحاق بن راھویہؒ آپ کے ہم عصر تھے، وہ آپ کا بہت ادب کرتے تھے اور آپ کی علمی فضیلت اور قدر و منزلت کے معترف تھے۔ نقد رجال میں امام یحییٰ بن معینؒ اپنے زمانے میں مرجع خلائق تھے۔ بڑے بڑے علماء اس فن میں آپ سے تربیت لیتے تھے۔ نقد رجال کی مختلف کتابوں میں تقریباً پانچ ہزار اشخاص کی جرح و تعدیل کے متعلق آپ کے سینکڑوں اقوال موجود ہیں جن سے آپ کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں:

"یحیی بن معین اعلمنا بالرجال"۔(۵)

"یحییٰ بن معینؒ ہم میں سب سے زیادہ نقد رجال کے ماہر تھے"۔

امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معینؒ نے نقد رجال میں اعتدال کا منہج اختیار کیا ہے۔ تاہم بعض علماء نے ان کو نقد رجال کے ائمہ متشددین میں بھی شمار کیا ہے۔ شاید ان علماء کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ رواۃ حدیث کی عدالت وضبط کی چھان بین میں بہت سختی کیا کرتے تھے۔ تاہم اس کے باوجود انھوں

نے رواۃ حدے ث کی تعدیل اور تجرےح میں حد درجہ احتےاط سے کام لیااوراس عظیم الشان فن کے تقاضے پورے کرتے ہوئے رجال حدیث پر نقد کے ا۔

حدیث نبوی کی تحدے ث ورواے ت کرنے والوں کی تعداد تو بے شمار ہے لیکن اس کے بالمقابل فن رجال میں مہارت حاصل کرنے والوں کی تعداد قدرے کم ہے۔امام ےحیٰ بن معےنؒ اس فن کے امام ہی نہیں بلکہ فن حدیث کے "امام الائمہ" تھے۔آپ جرح وتعدےل اور نقدرجال میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔آپ نے صحیح اورعدم صحیح روایات کی تمےزاوررواۃ حدے ث کی سےرت وکردار معلوم کرنے مےں اپنی پوری ذہنی اور عملی قوت صرف کر دی تھی۔یہی وجہ ہے کہ ان کے اس فن میں کمال مہارت رکھنے اوربلند مرتبہ ہونے کا اعتراف محدثےن کرام اور ارباب تارےخ وسےر نے بھی کیاہے۔

تعدیلِ رجال میں امام یحیی بن معینؒ کااسلوب:

امام یحیی بن معینؒ نے نقد رجال میں بہت کلام کیاہے۔اس میں سے کچھ کلامِ نقد آپ نے اپنے سے متقدمین نقاد محدثین کرام سے حاصل کیا، جب کہ اکثر آپ نے رجال حدیث کی عدالت وضبط اور ثقاہت وضعف کی چھان بین اور تحقیق کے بعد اس پر خود کلام کیا۔اس طرح سے آپ کی ذاتی تحقیقی کاوش کی بدولت کئی نئے گوشے سامنے آئے جو ہمیں آپ کے منہجِ نقد میں جابجا نظر آتے ہیں۔اس طرح نقدرجال میں امام یحیی بن معینؒ کے دو بنیادی مصادر بنتے ہیں: ایک متقدمین ناقدین کی آراء نقدرجال اوردوسراامام یحیی بن معینؒ کی ذاتی آراء نقدرجال۔

نقدرجال میں تعدیل سے مراد، رواۃ حدیث کی توثیق ہے۔کسی بھی راوی کی توثیق میں دوصفات بنیادی ہیں: ایک عدالت اوردوسری ضبط۔انھیں دوصفات کی وجہ سے ہی راوی کی روایت قبول ہوتی ہے۔راوی حدیث کے عادل وضابط ہونے کی شرط پر امت کا اجماع ہے۔امام ےحیٰ بن معےنؒ نے رواۃ حدے ث کی تعدےل میں مختلف الفاظِ استعمال کیے جن سے راویوں کی عدالت وضبط کی حیثیت اور درجہ کا پتہ چلتاہے۔ان کے استعمال کردہ الفاظ تعدےل، رواۃ کے درجات میں تفاوت کی وجہ سے مختلف ہوتے تھے۔انھوں نے رجال ورواۃ کی عدالت، ضبط، ثقاہت، صداقت، نفی کذب اور درجات مےں تفاوت کالحاظ رکھتے ہوئے ان کی تعدیل بیان کی۔

(الف) امام یحیی بن معینؒ کی اصطلاحاتِ تعدیل:

امام یحیی بن معینؒ کی مصطلحات نقد میں سب اعلی درجہ کے وہ الفاظ ہیں جن میں امام یحیی بن معینؒ نے اسم تفضیل کے صیغہ یا مبالغہ کے الفاظ سے تعدیل بیان کی ہے، جیسے: اوثق الناس(٦)، اثبت الناس(٧)، امیر المو¶منین فی الحدیث(٨)، وغیرہ۔

بعض مصطلحات ایسی ہیں جن میں پہلے درجہ سے کچھ کم تعدیل معلوم ہوتی ہے، جیسے: لا یسئل عنہ(٩)، لایسئل عن مثلہ (٠١)، وغیرہ۔

کچھ اصطلاحات ایسی بھی ملتی ہیں جن میں امام یحیی بن معینؒ کے الفاظ تعدیل میں تکرار یا تاکید ہے، جیسے: ثقۃ ثقۃ ثقۃ(١١)، ثقۃ ثقۃ(٢١)، ثقۃ ثبت(٣١)، ثقۃ حجۃ(٤١)، ثقۃ مامون ضابط(٥١)، ثقۃ حافظ متفق علیہ(٦١)، وغیرہ۔

اکثر اصطلاحات وہ ہیں جن میں امام یحیی بن معینؒ نے تعدیل کے لیے اکیلا لفظ استعمال کیا ہے، جیسے: ثقۃ(١٧)، ثبت(١٨)، وغیرہ۔

بعض مصطلحات ایسی ہیں جن میں امام یحیی بن معینؒ کے الفاظ میں بہت کم تعدیل ہے، جیسے: لا باس بہ(١٩)، صدوق ان شاء اللہ(٢٠)، یکتب حدیثہ(٢١)، وغیرہ۔

سب کم تعدیل پر مشتمل وہ اصطلاحات ہیں جن میں امام یحیی بن معینؒ کے الفاظ میں بظاہر اگرچہ تعدیل ہے لیکن اس قدر کم ہے کہ راوی کا درجہ جرح کے قریب چلا جاتا ہے، جیسے: شےخ صالح(٢٢)، صالح الحدیث(٣٢)، حسن الحدیث(٤٢)، وغیرہ۔

(ب) تعدیل رواۃ کی مثالیں:

امام یحیی بن معینؒ نے تعدیل رجال میں جو منہج اختیار کیا وہ بڑا جامع اور متوازن تھا، نہ کسی کی بے جا رعایت فرمائی اور نہ ہی تجریح میں غیر معمولی سختی برتی۔ آپ کے الفاظ نہایت جچے تلے، موزوں اور فن حدیث کے تقاضوں کے عین مطابق تھے۔ ان کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

امام یحیی بن معینؒ نے امام مالکؒ کی تعدیل کے بارے میں فرمایا:

"مالک بن انس اوثق الناس فی الزھری "۔(٢٥)

"امام زہریؒ سے روایت کرنے میں امام مالکؒ سب لوگوں سے زیادہ ثقہ ہیں"۔

امام یحیی بن معینؒ نے ابن علیہؒ کی تعدیل کے بارے میں فرمایا:

"کان ثقة، مامون، صدوق، مسلم، ورع، تقی "۔(۲۶)

"وہ ثقہ، مامون، سچے، مسلمان، صاحب ورع اور متقی تھے"۔

امام یحیی بن معینؒ نے عبد الرحمن بن صالح الازدیؒ کی تعدیل کے بارے میں فرمایا:

"لان یخر من السماءاحب لیه من ان یکذب فی نصف حرف"۔(۲۷)

"ان کے نزدیک آسمان سے گر جانا زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ وہ آدھے حرف میں بھی جھوٹ لیں"۔

ان امثلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام یحیی بن معینؒ نے کس قدر احوال رواۃ کا خیال رکھا۔ انھوں نے راوی کی تعدیل میں اس کی عدالت وضبط کی حیثیت کے مطابق اس کے لیے ویسے ہی الفاظ واصطلاحات کا انتخاب کیا۔ جیسا کہ پہلی مثال میں امام دار الھجرۃ امام مالک کو "اوثق الناس" کہا ہے۔

تجریح رجال میں امام یحیی بن معینؒ کا اسلوب:

نقد رجال میں تجریح سے مراد، رواۃ حدیث کی تضعیف ہے۔ کسی بھی راوی کی تضعیف میں تعدیل کی بنیادی صفات (عدالت وضبط) کے منافی صفات (کذب، تہمت کذب، بدعت، فسق، جہالت، عدم بلوغت، جنون، مروت کی مخالفت، کثرت وہم، کثرت مخالفت، سوءالحفظ، شدید غفلت، فحش الغلط اور تساہل راوی) کی موجودگی کا بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی راوی میں تعدیل کی صفات نہ پائی جائیں تو اس پر جرح کی جاتی ہے۔ امام ےحےی بن معےنؒ نے تعدیل کی طرح جرح میں بھی بہت احتےاط سے کام لیا اور اس میں کمال مہارت کا مظاہرہ کیا ۔ انھوں نے رواۃ الحدےث پر جرح کرنے میں ان کی حیثیت کے مطابق مختلف الفاظ استعمال کیے۔ یہ الفاظِ جرح، رواۃ کے درجات میں تفاوت کی وجہ سے مختلف ہوتے تھے۔ انھوں نے رواۃ کے عیوب ونقائص کا لحاظ رکھتے ہوئے ان میں موجود ضعف، کذب، قدح اور عےب کو بیان کیا ہے جس سے علوم الحدیث کے اس اہم فن میں ان کی عمدہ مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(الف) امام یحیی بن معینؒ کی اصطلاحاتِ تجریح:

تجریح رجال میں اگر امام یحیی بن معینؒ کے ہاں مستعمل مصطلحات کا علمی جائزہ لیا جائے تو ان کے الفاظ تجریح میں تنوع پایا جاتا ہے۔ اس علمی وفنی تنوع کی ایک جھلک پیش خدمت ہے:

سب سے شدید جرح میں وہ اصطلاحات ہیں جن میں امام یحیٰ بن معینؒ نے اسم تفضیل کے صیغہ یا مبالغہ کے الفاظ سے تجریح کی ہے، جیسے: اکذب الناس (۲۸)، وغیرہ۔

شدید ترین جرح سے کچھ کم میں وہ الفاظ ہیں جن میں امام یحیٰ بن معینؒ نے تجریح رواۃ میں راویوں کے جھوٹ اور وضع وافتراء کا وصف ذکر کیا ہے، جیسے: کذاب(۲۹)، دجال(۳۰)، یضع الحدیث(۳۱)، وضع حدیثا(۳۲)، وغیرہ۔

بعض اصطلاحات ایسی ہیں جن میں تجریح رواۃ کے ضمن میں امام یحیٰ بن معینؒ نے راویوں میں جھوٹ کی تہمت اور وضع وافتراء کا ذکر کیا ہے، جیسے: یرمیہ بالکذب(۳۳)، یسرق الحدیث(۳۴)، متروک الحدیث(۳۵)، لیس بثقۃ(۳۶)، غیر ثقۃ ولا مامون(۳۷)، کثیر الخطاء والوہم(۳۸)، وغیرہ۔

بعض مصطلحات ایسی ہیں جن میں امام یحیٰ بن معینؒ نے رواۃ پر ایسے الفاظ میں جرح کی ہے جو حدیث لکھنے کی ممانعت پر دلالت کرتے ہیں، جیسے: لا یحل لمسلم ان یحدث عنہ بشئ(۳۹)، ضعیف جدا(۴۰)، ضعیف واہٍ(۴۱)، لایکتب حدیثہ(۴۲)، لیس یسوی حدیثہ فلسا(۴۳)، وغیرہ۔

کچھ اصطلاحات نقد ایسی بھی ہیں جن میں امام یحیٰ بن معینؒ نے بعض رواۃ پر ایسے الفاظ میں جرح کی ہے جو حجت پکڑنے کی ممانعت پر دلالت کرتے ہیں، جیسے: ضعیف(۴۴)، منکر الحدیث(۴۵)، روی احادیث مناکیر(۴۶)، مضطرب الحدیث(۴۷)، لیس یحتج بحدیثہ(۴۸)، وغیرہ

سب کم درجہ کی جرح میں وہ الفاظ ہیں جن میں امام یحیٰ بن معینؒ نے رواۃ پر ایسے الفاظ میں جرح کی ہے جو راویوں کے ضعف پر دلالت کرتے ہیں، جیسے: فیہ ضعف(۹۴)، فی حدیثہ ضعف(۰۵)، لیس بالقوی(۵۱)، لیس بحجۃ(۵۳)، لیس من جمال المحامل(۵۳)، لیس بالحافظ(۵۴)، مجھول(۵۵)، لم یکن یرضی(۵۶)، وغیرہ۔

امام یحیٰ بن معینؒ نے پانچ ہزار راویوں پر نقد کیا ہے اور ان میں سے جو رواۃ تعدیل و توثیق کے اہل تھے ان کے حق میں متعدد اصطلاحاتِ نقد کو الگ الگ یا کئی اصطلاحات کو ملا کر استعمال کیا ہے۔ تعدیل رجال میں اس فنی تنوع اور علمی تحقیق کا میدان بہت وسیع ہے۔ لیکن یہاں صرف چند اہم اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ رواۃ کے درجات میں تفاوت کے اظہار کی ایک جھلک سامنے آسکے۔

(ب) تجریح رواۃ کی مثالیں:

امام یحیی بن معینؒ نے تجریح رجال میں جو منہج اختیار کیا اس میں بھی بلا کی احتیاط برتی، کسی کی چھوٹی سی کمزوری کو بھی نظر انداز نہ ہونے دیا کیونکہ معاملہ رسالت مآب کی ذات مطہرہ کا ہے اس میں جتنی احتیاط برتی جائے اتنی ہی بہتر اور اولی ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

امام یحیی بن معینؒ نے ابولمغیرۃ پر سخت جرح کی ہے، وہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ہو من اکذب الناس، واخبثہ"۔(۵۷)

"وہ لوگوں میں سب سے جھوٹا اور خبیث شخص تھا"۔

انھوں نے ابو داؤد نخعی سلیمان بن عمرو پر جرح کرتے ہوئے کہا:

"ابوداود النخعِ، رجل سوئ، کذاب، یضع الاحادیث"۔(۵۸)

"ابو داؤد النخعی برا آدمی ہے، جھوٹا ہے، احادیث وضع کرتا ہے"۔

اسی طرح اسماعیل بن ابی اویس الاصبحی پر جرح کرتے ہوئے کہا:

"ضعیف، اضعف الناس، لا یحل لمسلم ان یحدث عنہ بشئ"۔(۵۹)

"وہ ضعیف بلکہ تمام لوگوں سے ضعیف ہے، کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس سے کوئی چیز بیان کرے"۔

ان رواۃ پر جرح میں آپ نے فن حدیث کے اصولوں کا پورا لحاظ رکھا ہے اور ان رواۃ کی کسی کمزوری اور خامی کو اوجھل نہیں ہونے دیا۔ جس راوی کی جرح میں جو حیثیت تھی اس کے مطابق اس کے حق میں تجریح کے الفاظ استعمال کیے۔ امام یحیی بن معینؒ نے راویوں پر جرح میں اپنی بصیرت، ذاتی مشاہدہ، تجربات اور نقد رجال کے اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے کیونکہ احادیث کے متون واسناد کی حفاظت وصیانت کے لیے ان کے علل کی معرفت بھی لازمی ہے۔

امام یحیی بن معینؒ کے نزدیک مراتبِ رواۃ:

نقد رجال میں امام یحیی بن معینؒ کے منہج سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک جرح وتعدیل کے اعتبار سے رواۃ کے تین مراتب ہیں جن میں سے دو مراتب رواۃ کی تعدیل کے لیے ہیں اور ایک مرتبہ میں رواۃ پر جرح ہے۔ ڈاکٹر احمد محمد نور سیف نے "یحیی بن معین وکتابہ التاریخ" میں ان کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کے نمایاں نکات یہ ہیں:

(۱) پہلا مرتبہ ان ثقات راویوں کا ہے جن کی احادیث سے حجت پکڑی جاتی ہے۔ان کی احادیث مقبول ہیں اوران پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔یہ تعدیل کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ایسے راویوں کی تعدیل کے بارے میں امام یحییٰ بن معینؒ کے الفاظ عموماً ایسے ہوتے ہیں،جیسے:ثبت،ثقة لم يذكره الاىخير، ثقة مامون، لم يذكره الاىخير، ثقة، صدوق رجل صدق، ليس به باس ثقة، شيخ صدوق، ليس به باس،وغیرہ

(۲) دوسرا مرتبہ ان راویوں کا ہے جن کی روایات معمولی ضعف کے باوجود قبول کی جاتی ہیں۔ان کی احادیث کو لکھا جاتا ہے اوران سے حجت نہیں پکڑی جاتی لیکن ان میں غورو فکر کیا جاتا ہے،اگر معتبر ہوں تو قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے۔یہ تعدیل رواۃ کا دوسرا مرتبہ ہے۔ایسے راویوں کی تعدیل کے بارے میں امام یحییٰ بن معینؒ عموماً ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں،جیسے:ثقة ليس بحجة، ليس بالقوي ولكن يكتب، صدوق ليس بحجة، ليس يحتج بحديثه،فى حديثه ضعف،ليس حديثه بذاك وهوصالح، ليس بمتروک،وغیرہ۔

(۳) تیسرا مرتبہ ان روایوں کا ہے جن کی احادیث مختلف فنی وجوہ کی بنیاد پر رد کردی جاتی ہیں۔یہ وہ رواۃ ہیں جو ظاہری طور پر اور جان بوجھ کر جھوٹ بولنے میں مشہور ہیں یا وہ غفلت وتوہم میں جھوٹ بولتے ہیں۔لہذا ایسے رایوں کی احادیث کو ترک کردیا جاتا ہے۔ایسے راویوں پر جرح کرتے ہوئے امام یحییٰ بن معینؒ عموماً اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں،جیسے: لايكتب حديثه ولاكرامة،ليس بثقة،لايحل لاحد ان يكتب عنه،لايساوى شيئا،كذاب يكذب، لايساوى فلسا،كذاب ليس بشئ،ليس بثقة ولامامون، كذاب خبيث، لايكتب عنه،ليس بثقة يسرق الحديث، متروک الحديث،يضع الحديث۔وغیرہ(۶۰)

سماع رواۃ کی تحقیق کا انداز:

امام یحییٰ بن معینؒ رواۃ حدیث کے سماع کی تحقیق کرنے میں خاص اہتمام فرماتے تھے۔کیونکہ علم حدیث میں سماع کو بہت اہمیت حاصل ہے۔اس سلسلے میں وہ یہ تحقیق کرتے کہ جن راویوں سے روایت بیان کی جارہی ہے، کیا ان کا ان سے سماع ثابت بھی ہے کہ نہیں؟ اس کی تحقیق میں رواۃ کی اپنے شیوخ سے ملاقات،ان کا ہم عصر ہونا اوران کی تاریخ پیدائش ووفات وغیرہ مدد ومعاون ثابت ہوتے تھے۔انھوں نے کئی راوے وں کے سماع کی تحقیق کی،مثلاً:

امام یحییٰ بن معینؒ،امام اعمشؒ کے حضرت انسؓ سے سماع کے متعلق فرماتے ہیں:

"وقيل له: (الاعمش) سمع من انس شيئاً فقال لا ولكن له روية ولايصحح له سماع"۔(۶۱)

"اوران سے کہا گیا کہ اعمشؒ نے حضرت انسؓ سے کسی چیز کا سماع کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، لیکن ان کی روایت ثابت ہے اوران کا سماع صحیح نہیں ہے"۔

عباس الدوری کہتے ہیں:

"سمعت یحیی بن معین، یقول: قد سمع ابن المبارک من موسی بن عقبة، واما ابراہیم بن عقبة، ومحمد بن عقبة، اخوا موسی، فلم یسمع منہما ابن المبارک"۔ (۶۲)

"میں نے یحییٰ بن معینؒ سے سنا، انھوں نے کہا: (عبد اللہ) ابن المبارک نے موسیٰ بن عقبہ سے سماع کیا ہے لیکن موسیٰ کے بھائی ابراہیم بن عقبہ اور محمد بن عقبہ سے سماع نہیں کیا"۔

امام یحییٰ بن معینؒ مطلقاً سماع کو معتبر نہیں جانتے بلکہ اس کی دقیق انداز سے تحقیق کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس کا سماع ثابت ہے یا نہیں۔ بعض اوقات کسی جگہ پر راوی کی اپنے شیخ سے ملاقات یا روایت ثابت ہوتی ہے لیکن سماع ثابت نہیں ہوتا۔ آپ اس کی بھی تحقیقی وضاحت فرماتے ہیں تاکہ سماع روایت کے متعلق کوئی گوشہء تحقیق مخفی نہ رہے۔ جو کسی بھی حوالے سے حدیث کے سند و متن میں خلل کا باعث بنے۔

مشتبہ اور مبہم اسماء کی وضاحت:

حدیث کے رجال و رواۃ میں متعدد مشتبہ اور مبہم اسماء و کنی پائے جاتے ہیں جن کی تحقیق کرنا بہت ضروری ہے۔ لہذا نقدِ رجال کے ضمن میں امام یحییٰ بن معینؒ نے رجال و رواۃ میں موجود متعدد مشتبہ اور مبہم اسماء و کنی کی توضیح کر دی ہے۔ مثلاً: کسی راوی کے مفرد نام کا ذکر ہو یا ایک ہی نام کے کئی راوی ہوں اور اسی طرح کسی راوی کی کنیت کا ذکر ہو جبکہ اصل نام مذکور نہ ہو یا کئی راویوں کی کنیت ایک جیسی ہو اور اس کے ساتھ اس کی مزید وضاحت کے لیے اس کے والد کا نام یا دادا کا نام یا اس کی کنیت یا لقب یا خاندان و قبیلہ اور نسبت وغیرہ کا ذکر نہ ہو تو امام یحییٰ بن معینؒ نے اپنی تحقیق سے ایسے بہت سے مبہم و متشابہ راویوں کی وضاحت کر دی ہے تاکہ کسی قسم کا ابہام اور اشتباہ نہ رہے، مثلاً:

امام یحییٰ بن معینؒ نے ابو رہم کے بارے میں جو وضاحت کی اس کے متعلق ابن محرز کہتے ہیں:

"سمعت یحیی بن معین، یقول: ابو رہم الغفار، ہو انصار، الزہری یحدث عن ابن اخیہ، عنہ۔ وسمعت یحیی بن معین، یقول: ابو رہم السمع، مصر، رجل آخر، لیس بینہ وبین ہذا قرابة ولا نسب، ولا لہ صحبة"۔(۶۳)

"میں نے یحیی بن معینؒ سے سنا، انھوں نے کہا: ابورہم الغفاری، وہ انصاری صحابی ہیں اور زہری ان کے بھتیجے کے واسطے سے، ان سے روایت کرتے ہیں۔ اور میں نے یحیی بن معینؒ سے سنا، انھوں نے کہا: ابورہم السمعی، مصری ہے، وہ ایک اور آدمی ہے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی قرابت ور شتہ داری نہیں ہے اور نہ ہی یہ صحابی ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابورہم کنیت نام کے دو شخص ہیں۔ ان میں سے ایک ابورہم الغفاریؓ ہیں جو کہ انصاری صحابی ہیں، جبکہ دوسرے ابورہم السمعی مصری ہیں اور وہ صحابی بھی نہیں ہیں۔

نقد رجال میں انفرادی مصطلحات:

امام یحیی بن معینؒ نے نقد رجال میں بعض ایسے کلمات و اصطلاحات بھی استعمال کیے ہیں جن کا مفہوم ان کے نزدیک خاص ہوتا ہے۔ دیگر علماء نقد ان کلمات واصطلاحات سے وہ مفہوم مراد نہیں لیتے جو آپ نے مراد لیا ہے۔ ان کلمات واصطلاحات کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

لیس بہ باس:

بعض علماء نقد کے نزدیک ان کلمات سے راوی کی ثقاہت مراد نہیں بلکہ ضعف کی طرف اشارہ ہے، لیکن امام یحیی بن معینؒ کے نزدیک اس سے مراد "ثقہ" ہے۔ چنانچہ ابن ابی خیثمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

"قلت ليحيى بن معين: انک تقول: فلان ليس به باس، وفلان ضعيف؟ قال: اذا قلت لک: ليس به باس فهو ثقة، واذا قلت لک: هو ضعيف، فليس هو بثقة، لا تكتب حديثه"۔(۶۴)

"میں نے یحیی بن معینؒ سے کہا: آپ (کسی راوی کے بارے میں) کہتے ہیں: "فلان لیس بہ باس" اور "فلان ضعیف" (تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے)۔ یحیی بن معینؒ نے جواب دیا: جب میں آپ کو" لیس بہ باس" کہوں تو وہ راوی ثقہ ہے اور جب میں "ھو ضعیف" کہوں تو وہ راوی ثقہ نہیں ہے اور تم اس کی حدیث کو نہ لکھو"۔

اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام یحیی بن معینؒ کے ہاں "لیس بہ باس" کی اصطلاح خاص معنوں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ جس کی وضاحت انھوں نے ابن ابی خیثمہ کے سوال کے جواب میں خود کر دی ہے۔

یکتب عنہ:

جمہور کے نزدیک یہ تعدیل کے آخری مرتبہ میں ہے، لیکن امام یحییٰ بن معینؒ کے نزدیک اس سے مراد "تضعیف" ہے۔ چنانچہ احمد بن سعد بن ابی مریم کہتے ہیں:

"سمعت یحیی بن معین یقول: ابراہیم بن ہارون لیس به باس، یکتب حدیثه"۔(٦٥)

"میں نے یحییٰ بن معینؒ سے سنا، انھوں نے کہا: ابراہیم بن ہارون میں کوئی حرج نہیں، اس کی حدیث کو لکھا جائے"۔

ابن عدی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقول یحیی بن معین یکتب حدیثه معناه: انه فی جملة الضعفاءالذین یکتب حدیثہم"۔(٦٦)

" یحییٰ بن معینؒ کے قول "یکتب حدیثہ" کا معنی ہے: کہ وہ راوی ان ضعفاء میں سے ہے جن کی حدیث کو لکھا جاتا ہے"۔

یعنی اس راوی کی حیثیت ایسے ضعیف راوی والی ہے جس کی روایت کو لکھا تو جاتا ہے لیکن استدلال کے لیے نہیں بلکہ پہچان اور شناخت لیے۔ امام یحییٰ بن معینؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر وہ کسی راوی کے متعلق " یکتب حدیثہ" کہیں تو وہ راوی ضعفاء میں شمار ہوتا ہے۔ ابن عدی نے بھی کچھ ایسا ہی تبصرہ کیا ہے۔

لااعرفہ:

اس لفظ کا عام مفہوم یہ ہے کہ "میں اس کو نہیں پہچانتا" یعنی راوی کے بارے میں لاعلمی اور جہالت کا اظہار کرنا۔ جمہور کے نزدیک اس سے مراد مجہول العین ہے، لیکن امام یحییٰ بن معینؒ جب کسی راوی کے بارے میں "لااعرفہ" کہتے ہیں تو اس سے ان کا مقصد راوی پر جہالت کا حکم لگانا نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصد ہوتا ہے کہ اس راوی کی روایات ان کو معلوم نہیں یعنی وہ یہ کلمہ مجہول الحال کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ " الکامل فی ضعفاء الرجال" میں ہے:

امام دارمی کہتے ہیں:

" سالت یحیی بن معین عن الجراح بن ملیح البہرانی الحمصی فقال: لا اعرفه"۔(٦٧)

"میں نے یحیی بن معینؒ سے جراح بن ملیح البھرانی الحمصی کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا"۔

ابن عدی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وقول یحیی بن معین لا اعرفه کان یحیی اذا لم یکن له علم ومعرفة باخباره وروایاته یقول لا اعرفه"۔(۶۸)

"یحیی بن معینؒ کے قول "لا اعرفه" کے بارے میں ایسا لگتا ہے کہ جب کسی راوی کے متعلق ان کے پاس کوئی علم نہ ہو، نہ ہی اس کی اخبار کی معرفت ہو اور نہ ہی اس کی روایات کی کوئی معرفت ہو تو وہ اس کے بارے میں "لا اعرفه" کہتے ہیں"۔

اسی طرح عبدالخالق بن منصور بیان کرتے ہیں:

"سائلت یحیی بن معین عن حاجب فقال: لا اعرفه، واما احادیثه فصحیحة فقلت: تری ان اکتب عنه؟ فقال: ما اعرفه، وہو صحیح الحدیث وانت اعلم"۔(۶۹)

" میں نے امام یحیی بن معینؒ سے حاجب بن ولید کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا، لیکن اس کی احادیث صحیح ہیں۔ میں نے کہا: آپ کے خیال سے میں اس سے (حدیث) لکھ سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا حالانکہ وہ صحیح الحدیث ہے۔ اور تم زیادہ جانتے ہو"۔

اس مثال سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام یحیی بن معینؒ نے حاجب بن ولید کے احوال کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار تو کر دیا لیکن اپنے ہاں اس کے مجہول ہونے کی وجہ سے اس کی روایات کو ضعیف نہیں کہا۔ یعنی آپ کے قول "لا اعرفه" سے کسی راوی کو مجہول العین نہ سمجھا جائے۔

لیس بشئ:

یہ کلمہ عام طور پر جرح کے تیسرے مرتبہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن امام یحیی بن معینؒ جب کسی راوی کے لیے یہ کلمہ "لیس بشئ" استعمال کرتے ہیں تو اس سے ان کا مقصد راوی پر عموماً جرح کرنا نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ راوی قلیل الحدیث ہے، جیسا کہ امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔(۷۰) جبکہ معاصر علماء میں سے علامہ البانیؒ اور شیخ ابو غدہؒ وغیرہ نے امام یحیی بن معینؒ کے اس کلمہ سے شدید جرح اور ضعف مراد لیا ہے۔(۷۱) تاہم اگر اس

کلمہ کے حقیقی معنی اور نقد رجال میں امام یحییٰ بن معینؒ کے اقوال میں موجود اس کلمہ کی اکثر امثلہ کو دیکھا جائے تو یہی مراد زیادہ مستند معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

نتائج بحث:

امام یحییٰ بن معینؒ کا شمار جلیل القدر ائمہ نقد رجال میں ہوتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ جیسے اساطین علم ان کی تعریف و تحسین کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ نقد رجال میں ان کا منہج نہایت علمی، تحقیقی اور معتدل ہے۔ انھوں نے رواۃ حدیث پر نقد کے لیے مختلف اور متنوع اسالیب اپنائے ہیں۔ تعدیلِ رجال میں راویوں کے مراتب کو ملحوظ خاطر رکھ کر مختلف مصطلحات نقد کا استعمال کیا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ کسی راوی کی تعدیل و توثیق کی حیثیت کیا ہے؟ تاکہ اس کی مرویات کو بھی وہی مقام حاصل ہو سکے جس کا وہ اہل ہے۔

امام یحییٰ بن معینؒ کو اس فن میں مرتبہ امامت حاصل ہے اس لیے آپ مراتب رواۃ میں درجہ بندی فرماتے ہیں اور اس عالی فن کی نزاکتوں کے مطابق انھیں تین درجوں میں منقسم کرتے ہیں تاکہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتِ تحقیق میں غایت درجہ احتیاط غالب رہے۔ سماع رواۃ کی تحقیق میں بھی آپ حد درجہ احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ رواۃ کے حوالے سے سماع حدیث کی کسی باریکی کو نظر انداز نہیں ہونے دیتے، جہاں کسی راوی میں کوئی فنی خامی یا کمی محسوس کرتے ہیں تو اس کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے رواۃ کے مبہم اسماء و کنی کو بھی کھول کر رکھ دیا ہے تاکہ کسی تدلیس اور ابہام کا شبہ نہ رہے۔ اس طرح تجریحِ رجال کی اصطلاحات نقد میں بھی کچھ ایسا ہی اسلوب ہے۔ اس حوالے سے انھوں نے جن مصطلحات نقد کا استعمال کیا ہے ان سے راوی پر جرح کی حیثیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے تاکہ کسی راوی کی روایت کو جزوی یا کلی طور پر رد کرنے یا کوئی بھی حکم لگانے میں اس پر جرح کے احوال ملحوظ خاطر رکھے جا سکیں۔ تاہم بعض مصطلحات نقد ایسی بھی ہیں جن میں ان کو تفرد حاصل ہے بایں معنی کہ ان کی وسعت علمی کے باوجود محدثین کی مخصوص اصطلاح سے یا تو ان کی تشفی نہیں ہوتی تب وہ نئی اصطلاح وضع کرتے ہیں یا پہلے سے موجود اصطلاح محدثین کو اپنے مخصوص معنوں میں استعمال کرتے ہیں (جیسا کہ مقالہ میں اس کی چند مثالیں پیش کی گئی ہیں)۔ اور کہیں کہیں رواۃ پر جرح میں سختی کی جھلک بظاہر نظر آتی ہے لیکن اس کا حاصل بھی ان کا حد درجہ محتاط مزاج ہے۔ وباللہ التوفیق

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن الصلاح،ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمن الشہرزوری،معرفۃ انواع علوم الحدیث،دارلکتب العلمیہ،بیروت، ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲ئ، ص:۱۹۴-۰۹۴

۲۔ یعنی وہ عملی طور پر اس آیت ﴿لاَ يَخَافُونَ لَومَةَ لآئِمٍ﴾(المائدۃ:۴۵)کامصداق معلوم ہوتے تھے۔ان کے سامنے کسی راوی پر حکم لگانے میں اس کی کوئی حیثیت اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔یہاں تک کہ وہ اپنے باپ یا بیٹے کی روایات کو بھی جرح وتعدیل کے معیار کے مطابق پرکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ امام علی بن المدینیؒ نے اپنے والد کو"ضعیف"(ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد بن حبان البستی،المجروحین من المحدثین والضعفاءوالمتروکین:۲۵۱) اورامام ابوداود نے اپنے ہی بیٹے کو"کذاب"کہاہے۔(الذھبی، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، تذکرۃ الحفاظ:۲۸۳۲)

۳۔ الاعظمی،ڈاکٹر محمد مصطفی، منہج النقد عند المحدثین،مکتبۃ الکوثر،سعودی عرب،۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء،ص:۵

۴۔ حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبداللہ کاتب جلبی، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون،مکتبۃ المثنی،بغداد،۱۴۹۱ئ:۱۲۸۵

۵۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، تذکرہ الحفاظ، دارالکتب العلمیہ،۹۱۴۱ھ ۸۹۹۱ء:۲۵۱

۶۔ یحییٰ بن معین، من کلام ابی زکریایحییٰ بن معین فی الرجال بروایۃ ابن طھمان، دارالمامون، دمشق، ص:۰۶،(امام یحییٰ بن معینؒ نے"اوثق الناس"کی اصطلاح استعمال کی ہے۔لیکن یہ اصطلاح وہ مطلقاً نہیں بلکہ کسی شیخ کے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ ثقہ راوی کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔یہاں بھی انھوں نے امام زھریؒ کے شاگردوں میں امام مالکؒ کو"اوثق الناس"کہاہے)۔

۷۔ یحییٰ بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری، تحقیق احمد محمد نور سیف، مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی ،مکۃ المکرمہ،۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ئ:۱۱۷/۳

۸۔ امام یحییٰ بن معینؒ نے امام سفیان ثوریؒ کے بارے میں"امیر المومنین فی الحدیث"کہاہے۔(ابن ابی حاتم،عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل، دارائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن، انڈیا،۱۹۵۲ئ:۴۵۲۲)،امام سفیان ثوریؒ کے علاوہ امام مالکؒ اورامام عبداللہ بن مبارکؒ کے لیے بھی یہ اصطلاح استعمال کی ہے۔

۹۔ امام یحییٰ بن معینؒ نے امام مسروق بن الاجدع الکوفی کے حق میں"لایسئل عنہ" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔(ابن ابی حاتم،عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل:۸۷۹۳)۔

۱۰۔ ابن ابی حاتم،عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل:۳۷۷

۱۱۔ امام ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ المدائنی کے لیے تین بار"ثقہ"کالفظ استعمال کیاہے۔(الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد، دارالکتب العلمیہ، بیروت،۱۴۱۷ھ:۲۱۵۵)

۱۲۔ ابن ابی حاتم،عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل:۵۶۳۱

۱۳۔ یحییٰ بن معین، س¶الات ابن الجنید لابی زکریایحییٰ بن معین، مکتبۃ الدار، مدینہ منورہ،۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ئ، ص:۶۱۳

۱۴۔ المزی، ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، موسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ئ: ۲۵۴۲

۱۵۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد: ۶۶۵۳

۱۶۔ ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی، تہذیب التہذیب، دائرۃ المعارف النظامیۃ، انڈیا، ۱۳۲۶ھ: ۷۰۴

۱۷۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدارمی، دارالمامون، دمشق، ص: ۶۶

۱۸۔ ابن ابی حاتم، عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل: ۲:۷۷۳

۱۹۔ یحیی بن معین، سو¶الات ابن الجنید لابی زکریا یحیی بن معین، ص: ۳۳۴

۲۰۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدارمی، ص: ۸۱۲

۲۱۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن قائماز، میزان الاعتدال، دارالمعرفہ، بیروت، ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ئ: ۱۳۱۲

۲۲۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد: ۷۲۹

۲۳۔ یحیی بن معین، من کلام ابی زکریا یحیی بن معین فی الرجال بروایۃ ابن طھمان، ص: ۱۱۱

۲۴۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد: ۱۳۳۲

۲۵۔ یحیی بن معین، من کلام ابی زکریا یحیی بن معین فی الرجال بروایۃ ابن طھمان، ص: ۶۰

۲۶۔ یحیی بن معین، معرفۃ الرجال، مجمع اللغۃ العربیۃ، دمشق، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ئ: ۱:۱۰۴

۲۷۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد: ۲۶:۱۰۰۱۰ (اس مثال میں امام یحیی بن معینؒ نے عبدالرحمن بن صالح الازدی کے حق میں جن الفاظ میں تعدیل بیان کی ہے اس کی نظیر دیگر ناقدین کے ہاں شاید ہی دیکھنے کو ملے۔ کس کمال مہارت سے انھوں نے تعدیل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ آسمان سے گرنا تو پسند کرلیں گے لیکن مکمل حرف تو دور کی بات ہے وہ کسی آدھے حرف میں بھی جھوٹ نہیں بولیں گے حالانکہ آدھے حرف کی تو بظاہر کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی کیونکہ آدھا حرف نہ بولا جاتا ہے اور نہ ہی لکھا جاتا ہے)۔

۲۸۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری، تحقیق احمد محمد نور سیف: ۴۸۹۳

۲۹۔ الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد: ۵۸۲

۳۰۔ ایضاً: ۴۱۹۶۱

۳۱۔ العقیلی، ابوجعفر محمد بن عمرو المکی، الضعفاء الکبیر، دار المکتبۃ العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ئ: ۳:۴۰۳

۳۲۔ المزی، ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن ابن الزکی القضاعی الکلبی، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ۳۹

۳۳۔ ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان البستی، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، دارالوعی، حلب، ۱۳۹۶ھ: ۱:۱۳۵

۳۴۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن، انڈیا: ۶:۱۷

۳۵۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری، تحقیق احمد محمد نور سیف: ۱:۱۴۷۴

۳۶۔ یحیی بن معین، سو¶الات ابن الجنید لابی زکریا یحیی بن معین، ص: ۵۰۳

۳۷۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری، تحقیق احمد محمد نور سیف: ۳:۳۵۷

۳۸۔ المزی، ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمن، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال:۹۱۸۷۲
۳۹۔ یحیی بن معین، ابوزکریا، معرفۃ الرجال:۱۵۶
۴۰۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن قائماز، میزان الاعتدال:۳۴۷۳
۴۱۔ ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی، تہذیب التہذیب:۶۰۳۳
۴۲۔ ابن ابی حاتم، عبد الرحمن بن محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل:۲۶۴۲
۴۳۔ ابن عدی، ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ء:۴۳۴۲
۴۴۔ یحیی بن معین، سو¶الات ابن الجنید لابی زکریا یحیی بن معین، ص:۱۰۴
۴۵۔ ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی، لسان المیزان، مو¶سسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۱ء:۴۵
۴۶۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری، تحقیق احمد محمد نور سیف:۳۴۶۳
۴۷۔ العقیلی، ابو جعفر محمد بن عمرو المکی، الضعفاء الکبیر:۳۱۴۳
۴۸۔ ابن ابی حاتم، عبد الرحمن بن محمد بن ادریس الرازی، الجرح والتعدیل:۶۸۹۲
۴۹۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری، تحقیق احمد محمد نور سیف:۳۵۹۱
۵۰۔ ابن عدی، ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال:۴۹۲۱
۵۱۔ العقیلی، ابو جعفر محمد بن عمرو المکی، الضعفاء الکبیر:۳۸۸۲
۵۲۔ یحیی بن معین، سو¶الات ابن الجنید لابی زکریا یحیی بن معین، ص:۸۸۴
۵۳۔ العقیلی، ابو جعفر محمد بن عمرو المکی، الضعفاء الکبیر:۲۶۶
۵۴۔ ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی، تہذیب التہذیب:۴۹۰۱
۵۵۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن قائماز، میزان الاعتدال:۲۸۷۶
۵۶۔ ابن عدی، ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال:۶۵۱۲
۵۷۔ الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد:۴۱۱۱۴
۵۸۔ یحیی بن معین، من کلام ابی زکریا یحیی بن معین فی الرجال بروایۃ ابن طھمان، ص:۶۷
۵۹۔ یحیی بن معین، معرفۃ الرجال:۱۵۶
۶۰۔ احمد محمد نور سیف، یحیی بن معین وکتابہ التاریخ، مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی، مکۃ المکرمہ، ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ئ: ۱۱۹،۲۹
۶۱۔ یحیی بن معین، معرفۃ الرجال:۱۶۲۱
۶۲۔ یحیی بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری:۴۳۶۳
۶۳۔ یحیی بن معین، معرفۃ الرجال:۱۱۴۱
۶۴۔ الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، الکفایۃ فی علم الروایۃ، المکتبۃ العلمیہ، مدینہ منورہ، ص:۲۲

۶۵۔ ابن عدی، ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی، الکامل فی ضعفاء الرجال: ۱۴۹۳

۶۶۔ ایضاً: ۱۴۹۳

۶۷۔ ایضاً: ۲۸۰۴

۶۸۔ ایضاً: ۲۰۱۴

۶۹۔ الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد: ۸۵۹۲

۷۰۔ السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمن، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مکتبۃ السنۃ، مصر، ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ئ: ۱۲۷۲

۷۱۔ الالبانی، محمد ناصر الدین، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، دارالمعارف، الریاض، ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء: ۱۱۴۲۰؛ لکھنوی، ابولحسنات محمد عبدالحی، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، تحقیق: ابوغدہ، عبدالفتاح، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ص: ۱۲۲